حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے کا بیان
شمول الاسلام
لاصول الرسول الکرام
۱۳۱۵ھ
تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۱۳۱۵

(رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آباء واجداد کرام کا مُسلمان ہونا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۳۴ از معسکر بنگلور، مسجد جامع مدرسہ جامع العلوم مرسلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبدالغفار صاحب قادری نسباً وطریقۃً، اعلٰی مدرس مدرسہ مذکور ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلے میں کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات رسولِ خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ماں باپ آدم علٰی نبینا وعلیہ السلام تک مومن تھے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا[1] (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد الدائم الباطن الظاھر اے اللہ! تیرے لئے ظاہری و باطنی طور پر دائمی

---

[1] اس سوال کے جواب میں "ہدایۃ الغوی فی اسلام آباء النبی" مصنفہ مولوی صاحب موصوف تھا، اسی کی تصدیق میں لکھا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

صلّ وسلّم علی المصطفی الکریم نورك الطیب الطاھر الزاھر الذی نزّھتہ من کل رجس اودعتہ فی کل مستودع طاھر ونقلتہ من طیبٍ الیٰ طیبٍ فلہ الطیب الاول والاٰخر وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الاطائب الاطاھر ، اٰمین !

حمد ہے۔ درود وسلام نازل فرما مصطفےٰ کریم پر جو تیرا طیب وطاہر اور روشن نور ہیں جن کو تُو نے ہر نجاست سے منزّہ کیا ہے اور پاک محل میں ودیعت فرمایا ہے۔ اور ستھرے سے ستھرے کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ اول وآخر اسی کے لئے پاکیزگی ہے، اور اُن کی طیب وطاہر آل اور اصحاب پر۔ آمین ! (ت)

اوّلاً (پہلی دلیل) اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ولعبد مؤمن خیر من مشرك[1]

بیشك مسلمان غلام بہتر ہے مشرك سے۔

اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

بعثت من خیر قرون بنی اٰدم قرنًا فقرنًا حتّٰی کنت من القرن الذی کنت منہ۔ رواہ البخاری[2] فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہر قرن وطبقہ میں تمام قرونِ بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تك کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔ (اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے،

لم یزل علی وجہ الدھر (الارض) سبعۃ مسلمون فصاعدًا فلولا ذٰلك ھلکت الارض ومن علیھا۔ اخرجہ عبد الرزاق[3] وابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین۔

رُوئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہلِ زمین سب ہلاك ہوجاتے۔ (اس کو عبدالرزاق اور ابن المنذر نے شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

حضرت عالم القرآن حبر الامّۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۱

[2] صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۰۳

[3] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بحوالہ عبد الرزاق وابن المنذر المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۷۲

www.alahazratnetwork.org

حدیث میں ہے:

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع الله بهم عن اهل الارض[1]

نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالٰی اہلِ زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر لااقل سات مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیارِ قرن سے، اور آیتِ قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے آباء و اُمہات ہر قرن اور طبقہ میں انھیں بندگانِ صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشادِ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم و قرآنِ عظیم میں ارشادِ حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

اقول والمعنٰی ان الکافر لا یستاهل شرعًا ان یطلق علیه انه من خیار القرن لاسیما و هناك مسلمون صالحون وان لم یرد الخیریة الا بحسب النسب، فافهم۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعًا اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جاسکے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ تو سمجھ ۱۲۔ (ت)

یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائی فالله یجزیه الجزاء الجمیل (اللہ تعالٰی اُن کو اجرِ جمیل عطا فرمائے۔ ت)

ثانیًا قال الله عزوجل انما المشرکون نجس[2]۔

دوسری دلیل اللہ تعالٰی نے فرمایا، کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (ت)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ احمد فی الزہد الخ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۶۴
الحاوی للفتاوٰی بحوالہ احمد فی الزہد والخلال فی کرامات الاولیاء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۱۲

[2] القرآن الکریم ۲/۲۲۱

www.alahazratnetwork.org

لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاھرۃ مصفی مھذبا لاتنشعب شعبتان الاکنت فی خیرھما۔ رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔[1]

ہمیشہ اللہ تعالٰی مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں اُن میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو نعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات[2]

میں ہمیشہ پاک مردوں کی پُشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی۔ رواہ ابن ابی عمر العدنی فی مسندہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[3]

ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ اس کو ابن ابی عمرو العدنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ ت)

توضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین و امہاتِ کرام طاہرات سب اہلِ ایمان و توحید ہوں کہ بنصِ قرآن عظیم کسی کافرہ کے لئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امامِ اجل فخر المتکلمین علامۃ الورٰی فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارح شفاء و امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی

---

[1] الحاوی للفتاوٰی بحوالہ ابی نعیم مسالک الحنفاء فی والدی المصطفٰی دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۱۱
دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۱ و ۱۲

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۶۷
الحاوی للفتاوٰی مسالک الحنفاء فی والدی المصطفٰی دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۱۰

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما شرف نسبہ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۱/ ۶۳
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ ابن ابی عمرو العدنی مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/ ۴۳۵

www.alahazratnetwork.org

شارحِ مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید وتصویب کی۔

ثالثًا قال اللہ تبارک و تعالٰی: **تیسری دلیل**، اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا:

وتوکل علی العزیز الرحیم ۵ الذی یرٰک حین تقوم ۵ وتقلبک فی السّٰجدین[1] ۵ بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوا اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔

امام رازی فرماتے ہیں، معنٰی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا[2]، تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔

امام سیوطی و امام ابن حجر و علامہ زرقانی[3] وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر و تائید و تشیید فرمائی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کے مؤید روایت ابونعیم[4] کے یہاں آئی:

وقد صرحوا ان القراٰن محتجٌ بہ علی جمیع وجوھہ ولاینفی تاویلٌ تاویلا ویشھد لہ عمل العلماء فی الاحتجاج بالاٰیات علی احد التاویلات قدیمًا و حدیثا۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی، اس کے لئے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کئی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ (ت)

رابعًا قال المولٰی سبحنہ وتعالٰی: **چوتھی دلیل**، اللہ تعالٰی نے فرمایا:

ولسوف یعطیک ربک فترضٰی[5] ۵ البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔

اللہُ اکبر! بارگاہِ عزت میں مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت و وجاہت و محبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل وعلا نے فرمایا ہی تھا۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۱۷ تا ۲۱۹ [2] مفاتیح الغیب تحت آیۃ ۲۶/ ۲۱۹ ۲۴/ ۱۴۹
[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۷۴
[4] " " " " بحوالہ ابی نعیم " " " " " " " " "
دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی ذکر فضیلۃ صلی اللہ علیہ وسلم بطیب مولدہ عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۲، ۱۱
[5] القرآن الکریم ۹۳/ ۵

www.alahazratnetwork.org

سنرضیك فی امتك ولا نسوؤك ۔ رواہ مسلم[1] فی صحیحہ۔

قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردیں گے اور تیرا دل بُرا نہ کریں گے۔ (اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ت)

مگر اس عطاء و رضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کی نسبت فرمایا :

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح ۔ رواہ البخاری[2] ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا (اس کو امام بخاری و امام مسلم نے ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا :

ولولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار ۔ رواہ ایضاً[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا (اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا۔ ہے)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لامتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۳

[2] صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب " " " ۱/۵۴۸
" کتاب الادب کنیۃ المشرک " " " ۲/۹۱۷
صحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب الخ " " " ۱/۱۱۵
مسند احمد بن حنبل عن العباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۶

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵
صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصۃ ابی طالب " " " ۱/۵۴۸
" کتاب الادب باب کنیۃ المشرک " " " ۲/۹۱۷

www.alahazratnetwork.org

۱۴	اھون اھل النار عذابا۔ رواہ عن ابن[1] عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ (امام بخاری ومسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔ ت)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابوطالب کو اس سے کیا نسبت، پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانۂ اسلام پایا، تو اگر معاذاللہ وہ اہلِ جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے، یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہلِ جنت ہیں، وللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ (جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی) نے اشارہ فرمایا۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔ ت) تقریر دلیل یہ ہے کہ صادق ومصدوق صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہلِ نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاری وغمخواری وپاسداری وخدمت گزاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ۔ رواہ الترمذی[2] بسندٍ حسنٍ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن علی والطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	آدمی کا چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے اس کو امام ترمذی نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے جبکہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

شِقِّ اوّل باطل ہے، قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا):

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۲
مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ البخاری کتاب الفتن باب صفۃ النار واھلہا الفصل الاول " " ۵۰۲/۲

[2] جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی الفضل عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲۱۶/۲
المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۹۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۵۳/۱۰

www.alahazratnetwork.org

وقدمنا الٰی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ هباءً منثورًا[1] ۝ اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں (ت)

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ "میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا[2]"۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پاسِ خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے اور بالبداہۃ واضح کہ محبوب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہوسکتا جس قدر معاذاللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ اُن سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں، تو اگر عیاذًا باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اِس رعایت و عنایت کے زیادہ مستحق تھے، و بوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حقِ پرورش و خدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہوسکتی ہے، کون سی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق، حقِ والدین کے برابر ہوسکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حقِ عظیم کے ساتھ شمار فرمایا،

ان اشکرلی ولوالدیك[3] حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی، چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں، ہرچند حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا بخلاف ابوین کریمین کہ نہ انھیں دعوت دی گئی، نہ انکار کیا، تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقینًا انھیں کا پلّہ بڑھا ہوا ہے، تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں وھو المقصود والحمد للہ العلی الودود (اور وہی مقصود ہے۔ اور تمام تعریفیں بلندی و محبت

---

[1] القرآن الکریم ۲۵/۲۳

[2] صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار قصہ ابی طالب ۱/۵۴۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/۱۱۵ مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۷ و ۲۱۰

[3] القرآن الکریم ۳۱/۱۴

www.alahazratnetwork.org

والے اللہ کے لئے ہیں۔ت)

خامسًا، اقول قال المولٰی عزّوعلا: لایستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنّۃ ھم الفائزون[1]

پانچویں دلیل، اقول (میں کہتا ہوں کہ) مولٰی عزّوعلا نے فرمایا: برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔

حدیث میں ہے حضور پُرنور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اولادِ امجادِ حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالٰی عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں، فرمایا:

ما اخرجك من بیتك؟

اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی:

اَتَیْتُ اَھْلَ ھٰذَا الْمَیِّتِ فَتَرَحَّمْتُ اِلَیْھِمْ وَعَزَّیْتُھُمْ بِمَیِّتِھِمْ۔

یہ جو ایک میت ہوگئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔

فرمایا:

لعلك بلغت معھم الکدٰی۔

شاید تو اُن کے ساتھ قبرستان تک گئی۔

عرض کی:

معاذ اللہ ان اکون بلغتھا وقد سمعتك تذکر فی ذلك ما تذکر۔

خدا کی پناہ کہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سُن چکی تھی جو کچھ اس باب میں ارشاد کیا۔

سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لو بلغتھا معھم ما رأیت الجنۃ حتی یراھا جدّ ابیك۔

اگر تو اُن کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔

رواہ ابوداؤد[2] والنسائی واللفظ لہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما، اما ابوداؤد

اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور لفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، امام ابوداؤد

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۲۰

[2] سنن النسائی کتاب الجنائز باب النعی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۶۵ و ۲۶۶

سنن ابی داؤد " باب التعزیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۸۹

www.alahazratnetwork.org

فادب وکنّٰی وقال فذکر تشدیدا فی ذٰلک واما ابوعبدالرحمٰن فادّٰی لتبلیغ العلم واداء الحدیث علٰی وجھہٖ لکلٍّ وِّجھۃ ھو مولیھا۔

نے ازراہِ ادب بطور کنایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن امام ابوعبدالرحمٰن نے کمال کر علم کو پہنچایا اور حدیث کا حق ادا کیا۔ ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وُہ منہ کرتا ہے۔ (ت)

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائدِ اہلسنت پیش نظر رکھتے ہوئے نگاہِ انصاف درکار، عورتوں کا قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے، اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کرسکتی، اہل سنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجبِ شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ مواخذے کے بعد اور کافر کا جنت میں جانا محالِ شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی نہیں اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب اور بے ضرورت تاویل ناجائز، اور عصمت نوعِ بشر میں خاصہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ہے، ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو، وقوعِ گناہ ممکن ومتصور۔ یہ چاروں باتیں عقائدِ اہل سنت میں ثابت ومقرر، اب اگر بحکم مقدمۂ رابعہ مقاربت تک بلوغ فرض کیجئے تو بحکم مقدمۂ ثالثہ جزاء کا ترتب واجب اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبدالمطلب کو معاذ اللہ غیر مسلم کہئے بحکم مقدمتین اولیین ونیز بحکم آیتِ کریمہ محال وباطل، تو واجب ہوا کہ حضرتِ عبدالمطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگرچہ مثلِ صدیق و فاروق وعثمان وعلی و زہرا وصدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب معنیٔ حدیث بلا تکلف اور بے حاجتِ تاویل وتصرف عقائدِ اہل سنت سے مطابق ہیں یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخلِ بہشت ہوں گے ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہئے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت)۔

سادسًا، اقول قال ربنا

چھٹی دلیل، اقول (میں کہتا ہوں کہ)

الاعز الاعلٰی عزوعلا: وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولٰکن المنٰفقین لایعلمون[1]

ہمارے پروردگار اعز واعلٰی عزوعلا نے فرمایا، عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔

وقال تعالٰی: یٰایھا الناس انا

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے لوگو!

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

www.alahazratnetwork.org

خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقکم ان اللّٰہ علیم خبیر[1]

ہم نے بنایا تمھیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمھیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک اللہ کے نزدیک تمھارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان آیاتِ کریمہ میں ربّ العزت جل وعلا نے عزت و کرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو، لئیم و ذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز و کریم کے لئے باعثِ مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من انتسب الی تسعۃ اٰباء کفار یرید بھم عزا و کرما کان عاشرھم فی النار۔ رواہ احمد[2] عن ابی ریحانۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔

جو شخص عزت و کرامت چاہنے کو اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابنِ فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔ (اس کو امام احمد نے ابوریحانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت فرمایا۔ ت)

اور احادیثِ کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے فضائلِ کریمہ کے بیان اور مقامِ رجز و مدح میں بارہا اپنے آبائے کرام و امہاتِ کرام کا ذکر فرمایا۔

روزِ حنین جب ارادۂ الٰہیہ سے تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکابِ رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسولِ غالب پر شانِ جلال طاری تھی:

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ رواہ احمد والبخاری[3] و مسلم والنسائی عن البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔ (اس کو احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۳
[2] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۳۴
[3] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۰۱
صحیح مسلم " باب غزوۃ حنین " " " ۲/ ۱۰۰

www.alahazratnetwork.org

حضور قصد فرما رہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب و حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھنے نہ پائے اور حضور فرمارہے ہیں:

انا النبیُّ لا کَذِب
انا ابنُ عبدِالمطَّلِب
رواہ ابوبکر بن[1] ابی شیبۃ و ابونعیم عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابونعیم نے براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

امیر المومنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس دُمچی تھامے، اور حضور فرمارہے ہیں:

قدِّماھا، انا النبی لا کَذِب، انا ابنُ عبدِالمطّلب۔ رواہ ابن[2] عساکر عن مصعب بن شیبۃ عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسے بڑھنے دو، میں ہوں نبی صریح حق پر، میں ہوں عبدالمطلب کا پسر، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (اس کو ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ سے ان کے باپ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

جب کافر نہایت قریب آگئے، بغلہ طیبہ سے نزولِ اجلال فرمایا، اس وقت بھی یہی فرماتے تھے،

انا النبی لا کذب، انا ابنُ عبدالمطّلب، اللّٰھمّ انزل نصرک۔ رواہ ابن ابی شیبۃ[3] و ابن ابی جریر عن البراء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، الٰہی! اپنی مدد نازل فرما۔ (اس کو ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب السیر حدیث ۳۳۲۵ دارالعلمیۃ بیروت ۶/۵۳۵
کنزالعمال بحوالہ ش و ابی نعیم ″ ۳۰۲۰۷ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۵۴۰
[2] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۲۸۵۸ شیبۃ بن عثمان داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۵/۱۷۲
[3] کنزالعمال بحوالہ ش و ابن جریر حدیث ۳۰۲۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۵۴۱

www.alahazratnetwork.org

پھر ایک مُشتِ خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا:

شاھتِ الوجوہ۔[1] بگڑ گئے چہرے۔

وُہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے مُنہ پھر گئے، ان میں جو مشرف با سلام ہوئے وُہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کر دی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی،

وصلی اللہ تعالٰی علی الحق المبین سید المنصورین وٰالہٖ وبارك وسلم۔

اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت نازل فرمائے حقِ مبین پر جو مدد کیے ہوؤں کے سردار ہیں اور آپ کی آل پر۔ (ت)

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا:

انا ابنُ العواتک من بنی سُلَیم۔[2] رواہ سعید بن منصور فی سننہ والطبرانی فی الکبیر عن سبابۃ بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔ (اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور طبرانی معجم کبیر میں سبابہ بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

ایک حدیث میں ہے، بعض غزوات میں فرمایا:

انا النبی لاکذب، انا ابنُ عبد المطلب، انا ابن العواتک۔[3] رواہ ابن عساکر عن قتادہ۔

میں نبی ہُوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا (اس کو ابنِ عساکر نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۰۲۱۳ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/ ۵۴۱
جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیۃ لقد نصرکم اللہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۱۸
[2] کنز العمال بحوالہ ص طب حدیث ۳۱۸۷۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۴۰۲
المعجم الکبیر " ۶۷۲۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۱۶۹
[3] تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ امہ وجداتہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۶۰

www.alahazratnetwork.org

علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس و جوہری صاحب صحاح و صنعانی وغیرہم نے کہا: نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا[1]۔ ابن بری نے کہا: وہ بارہ[12] بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے، اور دو قرشیات، دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ، ازدیہ۔ ذکرہ فی تاج العروس[2] (اسے تاج العروس میں ذکر کیا گیا۔ ت)

ابوعبداللہ عدوسی نے کہا، وہ بیبیاں چودہ[14] تھیں، تین قرشیات، چار سلمیات، دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ، قحطانیہ، قضاعیہ، ثقفیہ، اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے۔ رواہ الامام الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر (اس کو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جامع کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت) اور ظاہر ہے کہ قلیل نافی کثیر نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح و بیان فضائل کریمہ میں اکیس[21] پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کرکے فرمایا: میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آباء و امہات مسلمین و مسلمات ہوں۔ وللہ الحمد (اور اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمد ہے۔ ت)

سابعًا قال اللہ سبحٰنہ و تعالٰی: انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح[3]

ساتویں دلیل، اللہ سبحٰنہ وتعالٰی نے فرمایا: اے نوح! یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ تو ناراستی کے کام والا ہے۔ (ت)

آیہ کریمہ نے مسلم و کافر کا نسب قطع فرما دیا ولہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

نحن بنو النضر بن کنانۃ لا ننتفی من ابینا۔ رواہ

ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے (اسکو

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا ابن العواتک مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۲۰۵
الصحاح باب الکاف فصل العین تحت لفظ عتک دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۱۳۱۱

[2] تاج العروس باب الکاف فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۱۵۹

[3] القرآن الکریم ۱۱/۴۶

www.alahazratnetwork.org

ابوداؤد الطیالسی وابن سعد والامام احمد وابن ماجۃ والحارث والباوردی وسمویہ وابن قانع والطبرانی فی الکبیر وابونعیم والضیاء المقدسی فی صحیح المختارۃ عن الاشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[1]

ابوداؤد طیالسی، ابن سعد، امام احمد، ابن ماجہ، حارث، باوردی، سمویہ، ابن قانع، طبرانی کبیر، ابونعیم اور ضیاء مقدسی نے صحیح مختارہ میں اشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت)

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جُدا نہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

ثامنًا وتاسعًا، اقول قال

آٹھویں اورنویں دلیل، میں کہتا ہوں

العلی الاعلٰی تبارک وتعالٰی ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا اولٰئک ھم شرّ البریۃ ۵ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریّۃ۔[2]

علی اعلٰی تبارک وتعالٰی نے فرمایا: بیشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

غفر اللہ عزوجل لزید بن عمرو ورحمہ فانہ مات علٰی دین ابراھیم۔

اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور اُن پر رحم فرمایا کہ وہ دینِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و

---

[1] کنز العمال بحوالہ الحارث والباوردی وسمویہ وغیرہ حدیث ۳۵۵۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۴۴۲
سنن ابن ماجۃ ابواب الحدود باب من نفی رجلا من قبیلۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص: ۱۹
مسند احمد بن حنبل حدیث الاشعث بن قیس الکندی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۱۱، ۲۱۲
المعجم الکبیر حدیث ۲۱۹۰ و ۲۱۹۱ المکتب الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۲۸۶
مسند ابی داؤد الطیالسی احادیث الاشعث بن قیس حدیث ۱۰۴۹ دار المعرفۃ بیروت الجزء الرابع ص ۱۴۱
الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من انتمٰی الیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/ ۲۳
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر شرف اصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۳
[2] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

www.alahazratnetwork.org

رواه البزار والطبرانی[1] عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

السلام پڑھتے۔ (اس کو بزار اور طبرانی نے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا،

رأیتہ فی الجنۃ یسحب ذیولا۔ رواہ ابن سعد[2] والفاکھی عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میں نے اسے جنّت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا (اس کو ابن سعد اور فاکہی نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اور بیہقی وابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں وھذہ روایۃ البیھقی (اور یہ بیہقی کی روایت ہے):

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ما افترق الناس فرقتین الاجعلنی اللہ فی خیرھما فاخرجت من بین ابوین فلم یصبنی شیئ من عھد الجاھلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن اٰدم حتی انتھیت الی ابی و امی فانا خیرکم نفسا و خیرکم ابا[3]، وفی لفظ فانا خیرکم

میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالٰی نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لے کر اپنے والدین تک، تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ سعید بن زید دار صادر بیروت ۳/ ۳۸۱

[2] فتح الباری بحوالہ ابن سعد والفاکہی کتاب المناقب حدیث زید بن عمرو بن نفیل مصطفی البابی مصر ۸/ ۱۴۷

[3] دلائل النبوۃ باب ذکر اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۴ تا ۱۷۹

تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر معرفۃ نسبہ دار احیاء التراث العربی " ۳/ ۲۹ و ۳۸

www.alahazratnetwork.org

نسباً وخیرکم اباً۔[1]

اِس حدیث میں اوّل تو نفی عام فرمائی کہ عہدِ جاہلیت کی کسی بات نے نسبِ اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اور امرِ جاہلیت کو خصوص زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلا مخصّص، دوسرے لغو کہ نفیِ زنا صراحۃً اِس کے متصل مذکور۔

ثانیاً ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔ ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی قطعاً داخل تو لازم کہ حضرت والدِ ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اور یہ بحکمِ آیت بے اسلام ناممکن۔

عاشرًا، اقول **دسویں دلیل**، میں کہتا ہوں، قال اللہ عزوجل: اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔[2] اللہ عزوجل نے فرمایا: خدا خوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

آیۂ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزّوعلا سب سے زیادہ معزز و محترم موضع، وضعِ رسالت کے لئے انتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا شَے ہوگی؛ وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نورِ رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفّار محلِ غضب و لعنت ہیں اور نورِ رسالت کے وضع کو محلِ رضا و رحمت درکار۔

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر ایک بار خوف و خشیت کا غلبہ تھا، گریہ و زاری فرمارہی تھیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عرض کی: یا ام المؤمنین! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؛ ام المؤمنین نے فرمایا:

فرّجت عنّی فرّج اللہ عنک۔[3] تم نے میرا غم دُور کیا اللہ تعالٰی تمھارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سیدِ یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر معرفۃ نسبہ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۲۴

[3]

www.alahazratnetwork.org

ان اللہ ابٰی لی ان اتزوج او ازوج الا اھل الجنۃ۔ رواہ ابن عساکر[1] عن ھند بن ابی ھالۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔ (اس کو ابن عساکر نے ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالٰی تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے پسند نہ فرمایا (کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے) خود حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذاً باللہ خونِ کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

یہ بحمد اللہ دسّ دلیل جلیل ہیں، پہلی چار ارشادِ ائمہ کبار اور چھ اخیر فیضِ قدیر حصہ فقیر، تلک عشرۃ کاملۃ، والحمد للہ فی الاولٰی والاٰخرۃ (یہ دس کامل ہوئیں، اور پہلی اور پچھلی میں سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ت)

تنبیہاتِ باہرہ حدیث ان ابی واباک[2] (بے شک میرا اور تیرا باپ۔ت) میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریق واضح ہے قال تعالٰی:

قالوا نعبد الٰھک والٰہ اٰبائک ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق[3]

بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا۔(ت)

علمائے اسی پر لابیہ اٰزر کو محمل فرمایا۔ اہلِ تواریخ واہلِ کتابین (یہود ونصارٰی) کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدنا خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔ استغفار سے نہی معاذ اللہ عدمِ توحید پر دال نہیں، صدرِ اسلام میں سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدیون (مقروض) کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لئے استغفار ہی ہے۔

اقول حدیث میں ہے، جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باربار

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر رملۃ بنت ابی سفیان صخر بن حرب الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۷/ ۱۱
[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۴
[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۳

www.alahazratnetwork.org

شفاعت فرمائیں گے اور اہلِ ایمان کو اپنے کرم سے داخلِ جناں فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حَسنہ نہیں۔ شفیعِ مُشَفَّع صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پھر سجدے میں گرینگے، حکم ہوگا :

یامحمد ارفع راسك و قل یُسمع لك وسل تعط واشفع تشفّع۔

اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمھاری عرض سُنی جائے گی اور مانگو کہ تمھیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہوگی۔(ت)

سیّد الشافعین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم عرض کریں گے :

یارب ائذن لی فیمن قال لا الٰہ الا اللہ۔

اے میرے رب! مجھے ان کی بھی پروانگی دے جنھوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔

رب العزت عزّ جلالہٗ ارشاد فرمائے گا :

لیس ذاك الیك ولٰکن وعزتی و کبریائی وعظمتی وجبریائی لاخرجن منها من قال لا الٰہ الا اللہ۔ رواہ الشیخان[1] عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنه۔

یہ تمھارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت وجلال و کبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنھوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے (اسکو بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ والحمد للہ وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع الرفیع وآلہ وبارك وسلم۔

اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے سچے رسول ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰے کے لئے ہیں۔ اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت نازل فرمائے بلند شان والے شفیع پر اور ان کی آل پر۔ (ت)

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا انتقال عہدِ اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک وہ صرف اہلِ توحید و اہلِ لا الٰہ الا اللہ تھے تو نہی از قبیلِ لیس ذٰلك لك ہے، بعدہٗ رب العزت

---

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب یوم القیمۃ مع الانبیاء وغیرھم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۱۹
[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار " " " ۱/ ۱۱۰

www.alahazratnetwork.org

جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمامِ نعمت کے لئے اصحابِ کہف رضی اللہ تعالٰی عنہم کی طرح انھیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لاکر، شرفِ صحابیت پاکر آرام فرمایا لہذا حکمتِ الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پُورا اتر لیا اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی[1] (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ ت) نے نزول فرماکر دینِ الٰہی کو تام وکامل کردیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیثِ احیاء کی غایت ضُعف ہے کما حققہ خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولا عطر بعد العروس (جیسا کہ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تحقیق فرمادی ہے اور عروس کے بعد کوئی عطر نہیں۔ ت) اور حدیثِ ضعیف دربارۂ فضائل مقبول کما حققناہ بمالا مزید علیہ فی رسالتنا الہاد الکاف فی حکم الضعاف (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" میں کردی ہے۔ ت) بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا، متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی۔ افضل القرٰی لقراء ام القرٰی میں فرماتے ہیں:

اِنّ اٰباء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غیر الانبیاء وامھاتہ الٰی اٰدم وحواء لیس فیہم کافر لان الکافر لایقال فی حقہ انہ مختار ولا کریم، ولا طاھر، بل نجس، وقد صرحت الاحادیث بانہم مختارون وان الاٰباء کرام، والامہات طاھرات، وایضا قال تعالٰی "وتقلبک فی السّٰجدین" علٰی احد التفاسیر فیہ

یعنی نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سلسلۂ نسبِ کریم میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں، ان کے سوا حضور کے جس قدر آباء واُمّہات آدم وحوا علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واُمّہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدۂ بارگاہِ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیۂ کریمہ وتقلبک فی السّٰجدین (اور نمازیوں میں تمہارے دَورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ

[1] القرآن الکریم ۵/ ۳

www.alahazratnetwork.org

ان المراد تنقل نورہ من ساجد الی ساجد وحینئذ فھذا صریح فی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰمنۃ وعبد اللہ من اھل الجنۃ لانھما اقرب المختارین لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھذا ھو الحق بل فی حدیث صححہ غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیہ ان اللہ تعالٰی احیاھما فاٰمنا بہ الخ مختصرا و فیہ طول۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنھیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے چُنا سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظانِ حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابلِ التفات نہ جانا، تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے، مختصر حالانکہ اس حدیث میں طول ہے، ھکذا قال واللہ تعالٰی اعلم۔[1]

اقول وبما قرأت امر الاحیاء اندفع ما زعم الحافظ ابن دحیہ من مخالفۃ لاٰیات عدم انتفاع الکافر بعد موتہ کیف وانا لا نقول ان الاحیاء لاحداث ایمان بعد الکفرہ بل لاعطاء الایمان بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتفاصیل دینہ الاکرام بعد المضی علی محض التوحید

اقول (میں کہتا ہوں) یہ زندہ کرنے کا معاملہ جو تُو نے پڑھا ہے اس سے حافظ ابن دحیہ کا وہ قول مندفع ہوگیا کہ والدین کریمین کا ایمان ماننے سے ان آیاتِ کریمہ کی مخالفت لازم آتی ہے جن میں کافر کے مرنے کے بعد عدمِ انتفاع کا ذکر ہے۔ یہ مخالفت کیسے لازم آسکتی ہے حالانکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ والدین کریمین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفر کے بعد ایمان دینے کیلئے زندہ کیا گیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ توحید پر انتقال فرمانے کے بعد انھیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور آپ کے

[1] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی شرح ۲ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۱۵۱

www.alahazratnetwork.org

وحینئذ لاحاجۃ بنا الی ادعاء التخصیص فی الاٰیٰت کما فعل العلماء المجیبون۔

دینِ اکرم کی تفاصیل پر ایمان کی دولت سے مشرف فرمانے کے لئے زندہ کیا گیا، اس صورت میں ہمیں آیاتِ کریمہ میں تخصیص کا دعوٰی کرنے کی ضرورت نہیں جیساکہ جواب دینے والے علماء نے کیا ہے (ت)

اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے، ؎

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا　　وللناس فیما یعشقون مذاھب[2]

(میرا مذہب تو شہروالوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔ ت)

جسے یہ پسند ہو فبہا ونعمت ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے، دل صاف رکھے، اِنّ ذٰلکم کان یؤذی النبیّ[1] (بیشک یہ بات نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے۔ت) سے ڈرے۔ امام ابنِ حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں:

ما احسن قول بعض المتوقفین فی ھذہ المسئلۃ الحذر الحذر من ذکرھما بنقص فان ذٰلك قد یؤذیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لخبر الطبرانی لاتؤذوا الاحیاء بسبب الاموات[2]

یعنی کیا خوب فرمایا بعض علماء نے جنھیں اِس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اِس سے حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذاء ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو بُرا کہہ کر زندوں کو ایذاء نہ دو۔ (ت)

یعنی حضور تو زندۂ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عزّوجل نے فرمایا ہے:

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم[3]

جو لوگ رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۳

[2] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی　شعر ۶　المجمع الثقافی ابوظبی　۱/ ۱۵۴

[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

www.alahazratnetwork.org

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے ؎

ہشدار کہ رہ بر مردم تیغ است قدم را

(ہوش کر کہ لوگوں پر چڑھائی کرنا قدم کے لئے تلوار ہے۔ت)

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر اُدھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؛ آدمی اگر جانبِ ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانبِ گستاخی جائے۔ جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان الامام ان یخطئ فی العفو خیرلہ من ان یخطئ فی العقوبۃ، رواہ ابن ابی شیبۃ[1] والترمذی والحاکم وصححہ والبیھقی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنھا۔

جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ (اس کو ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ت)

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں: "کسی مسلمان کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو[2]"

مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اولادِ چنین وچناں سے ہونا کیونکر بے تواتر و قطع نسبت کردیا جائے، یقینِ ربانی کا انتفا حکمِ وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدانِ ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سرکارِ نوربار کے ادنٰی ادنٰی غلاموں کے سگانِ بارگاہ جنّات النعیم میں سُرُرٌ مرفوعۃ[3] (بلند تختوں) پر تکئے لگائے چَین کریں اور جن کی نعلینِ پاک کے تصدق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب الحدود دار الفکر بیروت ۴/۳۸۴

جامع الترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود امین کمپنی دہلی ۱/۱۷۱

السنن الکبرٰی کتاب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود بالشبہات دار صادر بیروت ۸/۲۳۸

المصنف لابن ابی شیبۃ " " " حدیث ۲۸۴۹۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۵۰۸

[2] احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفۃ مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۳/۱۲۵

[3] القرآن الکریم ۸۸/۱۳

www.alahazratnetwork.org

عزّ جلالہ پر حکم نہیں کرسکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی ؟ ادھر کونسی دلیل قاطع پائی ؟ حاش للہ ! ایک حدیث بھی صحیح وصریح نہیں، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کردئے تو اقل درجہ وہی سکوت وحفظِ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار۔

نکتۂ الہیہ **اقول** ظاہر عنوانِ باطن ہے اور اسم آئینۂ مسمّی الاسماء تنزل من السماء (اسماء آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ت) سیدعالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا بعثتم الیّ رجلاً فابعثوہ حسن الوجہ حسن الاسم۔ رواہ البزار فی مسندہ والطبرانی[1] فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن علی الاصح۔

جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو۔ (اس کو بزار نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اوسط میں سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے قول اصح کے مطابق سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم،

اعتبروا الارض باسمائھا۔ رواہ ابن عدی[2] عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو حسن لشواھدہ۔

زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔ (اس کو ابن عدی نے سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ شواہد کے لئے حسن ہے۔ ت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما فرماتے ہیں،

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر وکان یعجبہ الاسم الحسن۔ رواہ الامام احمد[3] و

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نیک فال لیتے، بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔ (اس کو امام احمد، طبرانی اور بغوی نے شرح السنۃ

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۷۷۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۳۶۵
کنز العمال بحوالہ البزار وطس عن ابی ھریرۃ حدیث ۱۷۷۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۴۵
[2] الجامع الصغیر بحوالہ عدی عن ابن مسعود ″ ۱۱۳۶ دار الکتب العلمیہ ″ ۱/۷۴
[3] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۷ و ۳۰۴ و ۳۱۹
شرح السنۃ للبغوی حدیث ۳۲۵۴ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/۱۷۵
مجمع الزوائد بحوالہ احمد وطبرانی کتاب الادب باب ماجاء فی الاسماء الحسنۃ دار الکتاب بیروت ۸/۴۷

www.alahazratnetwork.org

الطبرانی والبغوی فی شرح السنۃ۔ میں روایت کیا ہے۔ت)

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔ رواہ الترمذی[1]۔

مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیتے تھے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ت)

وفی اخری عنہا (اور ام المؤمنین سے ہی دوسری روایت میں ہے۔ت):

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حولہ الی ما ھو احسن منہ۔ رواہ الطبرانی[2] بسندہٖ، وھو عند ابن سعد عن عروۃ مرسلا۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جب کسی کا بُرا نام سُنتے تو اس سے بہتر بدل دیتے (اسکو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ متصلاً روایت کیا ہے اور وہ ابن سعد کے نزدیک عروہ سے مرسلاً مروی ہے۔ت)

بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایتطیر من شیئ وکان اذا بعث عاملا سأل عن اسمہ فاذا اعجبہ اسمہ فرح بہ وروئی بشر ذٰلک فی وجہہ وان کرہ اسمہ رؤی کراھیۃ ذٰلک فی وجہہ واذا دخل قریۃ سأل عن اسمہا فاذا اعجبہ اسمہا فرح بہا وروئی بشر ذٰلک فی وجہہ وان کرہ اسمہا روئی کراھۃ ذٰلک فی وجہہ۔ رواہ ابوداؤد[3]۔

مصطفٰی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اُس کا نام پُوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرۂ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرۂ اقدس پر ظاہر ہوتا، اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اُس کا نام دریافت فرماتے اگر خوش آتا مسرور ہوجاتے اور اس کا سرور رُوئے پُرنور میں دکھائی دیتا، اور اگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا۔ (رواہ ابوداؤد)

---

[1] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی تغیر الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷

[2] کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عروۃ مرسلاً حدیث ۱۸۵۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۱۵۷

[3] سنن ابوداؤد کتاب الکہانۃ والتطیر باب فی الطیرۃ والخط آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹۱

www.alahazratnetwork.org

اب ذرا چشمِ حق بیں سے حبیب صلے اللہ تعالٰی کے ساتھ مراعاتِ الٰہیہ کے الطافِ خفیّہ دیکھئے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والدِ ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام پاک عبداللہ کہ افضل اسمائے اُمت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَحَبُّ اسمائکم الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن۔ رواہ مسلم[1] و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تمھارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالٰی کو عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں (اسکو امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام آمنہ کہ امن وامان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے ــــ جدِّ امجد حضرت عبدالمطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب و اطہر مشتق محمد و احمد و حامد و محمود صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا ــــ جدّہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ، اِس نام پاک کی خوبی اظہر من الشمس ہے ــــ حدیث میں حضرتِ بتولِ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وجہ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

انما سمیت فاطمۃ لان اللہ تعالٰی فطمہا و محبیہا من النار، رواہ الخطیب[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا۔ (اس کو خطیب نے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

حضور کے جدِّ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنٰی عطا و بخشش، ان کا قبیلہ بنی زہرا جس کا

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۰
جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء مایستحب من الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۶
سنن ابن ماجہ " " " " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳
[2] تاریخ بغداد بحوالہ خط عن ابن عباس ترجمہ ۶۷۷۲ عالم بن حمید الشمیری دارالکتاب العربی بیروت ۱۲/ ۳۳۱
کنز العمال حدیث ۳۴۲۲۶ و ۳۴۲۲۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

حاصل چمک وتابش ۔۔۔ جدّۃ مادری یعنی نانی صاحبہ بَرّہ یعنی نیکوکار، کما ذکرہ ابن ھشام فی سیرتہٖ[1] (جیسا کہ ابن ہشام نے اس کو اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔ ت)۔

بھلا یہ تو خاص اصول ہیں، دُودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مُرضعہ ثُوَیبہ کہ ثواب سے ہم اشتقاق اور اس فضل الٰہی سے پوری طرح بہرہ ور حضرت حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے فرمایا:

ان فیك خصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ۔[2] تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو پیاری، درنگ اور بُردباری۔

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت و نیک طالعی ہے، شرفِ اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں، کما بینہ الامام مغلطائی فی جزء حافل سماہ التحفۃ الجسمیۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ۔[3] جیسا کہ امام مغلطائی نے اس کو ایک بڑی جُز میں بیان فرمایا ہے جس کا نام انھوں نے "التحفۃ الجسمیۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ" رکھا ہے۔ (ت)

جب روزِ حُنین حاضرِ بارگاہ ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے قیام فرمایا اور اپنی چادرِ انور بچھا کر بٹھایا کما فی الاستیعاب[4] عن عطاء بن یسار (جیسا کہ استیعاب میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔ ت)

ان کے شوہر جن کا شِیر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے نوش فرمایا حارث سعدی، یہ بھی شرفِ اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہُوئے تھے، راہ میں قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی سُنو وہ کہتے ہیں مُردے جئیں گے، اور اللہ نے دو گھر جنت ونار بنا رکھے ہیں۔ اُنھوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ: اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔ فرمایا: ہاں میں ایسا فرماتا ہوں، اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمھارا ہاتھ پکڑ کر بتادوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روزِ قیامت۔

---

[1] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام زواج عبداللہ من آمنۃ بنت وھب دار ابن کثیر بیروت ۱/۱۵۶
[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵
[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۳/۲۹۴
[4] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ترجمہ ۳۳۳۶ حلیمۃ السعدیۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۷۴

www.alahazratnetwork.org

حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کرکے کہا کرتے، اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں۔ رواہ یونس[1] بن بکیر (اس کو یونس بن بکیر نے روایت کیا ہے۔ ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اَصْدَقُھا حارث و ھَمَّام۔ رواہ البخاری فی الادب[2] المفرد و ابوداؤد و النسائی عن ابی الھیثمی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث و ہمام ہیں (اس کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور ابوداؤد و نسائی نے ابوالہیثمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے، جن کے لئے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پستانِ چپ چھوڑ دیتے تھے عبداللہ سعدی، یہ بھی مشرف بہ اسلام وصحبت ہوئے کما عند ابن سعد[3] فی مرسل صحیح الاسناد (جیسا کہ ابن سعد کے نزدیک صحیح الاسناد مرسل میں ہے۔ ت)

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں، سلاتیں، اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں سیما سعدیہ یعنی نشان والی، علامت والی، جو دُور سے چمکے، یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالٰی عنہا[4]

---

[1] الروض الانف بحوالہ یونس بن بکیر ابوہ من الرضاعۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۰۰
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ” ” المقصد الاول ذکر رضاعۃ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ ” ۱/ ۱۴۳
” ” ” ” ” ” ” المقصد الثانی الفصل الرابع ” ” ۲/ ۲۹۴

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۰
الادب المفرد باب ۳۵۶ حدیث ۸۱۴ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ص ۲۱۱

[3] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من ارضع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۱/ ۱۱۳
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر رضاعۃ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۲ و ۱۴۳

[4] ” ” ” ” المقصد الثانی الفصل الرابع ” ” ۲/ ۲۹۵
” ” ” ” ” المقصد الاول ذکر رضاعۃ صلی اللہ علیہ وسلم ۱/ ۱۴۶

www.alahazratnetwork.org

حضرت حلیمہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہنِ اقدس میں رکھیں تینوں کے دُودھ اُتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنے زنِ شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلۂ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے، ذکرہ ابن عبد البر فی الاستیعاب[1] (اس کو ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے۔ ت)

بعض علماء نے حدیث "انا ابن العواتك من سلیم" (میں بنی سلیم کی عاتکہ عورتوں کا بیٹا ہوں۔ ت) کو اسی معنی پر محمول کیا۔ نقلہ السھیلی[2] (اس کو سُہیلی نے نقل کیا ہے۔ ت)

اقول، الحق کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم نبی الانبیاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے اشمل عطا نہ ہوئی، یہ اُس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے تین عفیفہ لڑکیوں کے پستان میں دُودھ پیدا فرمادیا ؎

آنچہ خُوباں ہمہ دارند تُو تنہا داری

(جو کمالات سب رکھتے ہیں تُو تنہا رکھتا ہے۔ ت)

وصلی اللہ تعالٰی علیك وعلیھم وبارك وسلم۔

اللہ تعالٰی آپ پر اور ان (انبیاء سابقہ) پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ (ت)

امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:

لم ترضعہ مرضعۃ الّا اسلمت۔ ذکرہ فی کتابہ سراج المریدین[3]۔

سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دُودھ پلایا سب اسلام لائیں۔ (اس کو امام ابوبکر ابن العربی نے اپنی کتاب سراج المریدین میں ذکر کیا ہے۔ ت)

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ الاستیعاب المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۷

[2] " " " " " " " " " " " "

[3] " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

بھلا یہ تو دُودھ پلانا تھا کہ اس میں جزئیت ہے، مرضعۂ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام برکت اور اُمِّ ایمن کنیت کہ یہ بھی یُمن و برکت و راستی و قوت، یہ اجلّہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالٰی عنہن، سیّدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں فرماتے:

اَنْتِ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ [1] — تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

راہِ ہجرت میں انھیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسّی میں ایک ڈول اُترا، پی کر سیراب ہوئیں، پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی، سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی۔ رواہ ابن سعد [2] عن عثمان بن ابی القاسم (اس کو ابن سعد نے عثمان بن ابو القاسم سے روایت کیا ہے۔ ت)

پیدا ہوتے وقت جنھوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا اُن کا نام تو دیکھئے شفاء، رواہ ابونعیم [3] عنہا (اس کو ابونعیم نے سیّدہ شفاء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ ت) یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ ماجدہ و صحابیہ جلیلہ ہیں۔ اور ایک بی بی کہ وقتِ ولادتِ اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنتِ عبداللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

اے چشمِ انصاف! کیا ہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطورِ جزاف تھا؟ کلّا واللہ بلکہ عنایتِ ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چُنے۔ پھر محلِ غور ہے جو اِس نورِ پاک کو بُرے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا اور بُرا کام بھی کون سا، معاذ اللہ شرک و کفر، حاشا ثم حاشا، اللہ اللہ! دائیاں مسلمان، کھلائیاں مسلمان، مگر خاص جن مبارک پیٹوں میں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے، جن طیّب مطیّب خونوں سے اِس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چنیں و چناں حاش للہ کیونکر گوارا ہوگا

خدا دیکھا نہیں قدرت سے جانا

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول حیاۃ صلے اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۷۴
" " المقصد الثانی الفصل الرابع " " " ۲/ ۱۱۷

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد اُمّ ایمن و اسمہا برکۃ دار صادر بیروت ۸/ ۲۲۴
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۹۵

[3] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الحادی عشر عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۴۰

www.alahazratnetwork.org

ع مابندۂ عشقیم و دگر ہیچ ندانیم

(ہم عشق کے بندے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ت)

فائدۂ ظاہرہ دربارۂ ابوینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما یہی طریقۂ انیقہ اعنی نجات نجات کہ ہم نے بتوفیقہٖ تعالٰی اختیار کیا، تنوعِ مسالک پر مختارِ اجلّہ ائمہ کبار و اعاظم علمائے نامدار ہے، ازاں جملہ:

(۱) امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں، ازانجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

(۲) شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

(۳) حافظ الشان محدثِ ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(۴) امامِ اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(۵) حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں بعد امامِ نووی کے ان کا مثل علمِ حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(۶) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحبِ شرف المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۷) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحبِ عیون الاثر۔

(۸) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(۹) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(۱۳) امام ابوعبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

(۱۴) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی صاحبِ تذکرہ۔

(۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(۱۶) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القران امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحبِ افضل القرٰی وغیرہ۔

www.alahazratnetwork.org

(۱۹) شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بفضل اللہ تعالٰی فی الدارین من الناجین۔

(۲۰) علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(۲۱) علامہ محقق سنوسی۔

(۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(۲۴) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح المواہب۔

(۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

(۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

(۲۷) علامہ سید احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر۔

(۲۸) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(۳۰) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبد الحق محدث دہلوی۔

(۳۲) علامہ ..... صاحب کنز الفوائد۔

(۳۳) مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی صاحب فواتح الرحموت۔

(۳۴) علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

(۳۵) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمحتار وغیرھم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار (ان کے علاوہ دیگر علماء کبار اور پسندیدہ محققین ان پر عزت والے، بخشنے والے بادشاہ کی رحمت ہو۔ ت)

ان سب حضرات کے اقوالِ طیبہ اس وقت فقیر کے پیشِ نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ مجرد نقلِ اقوال کے لئے لکھیں نہ مباحثِ طے کردۂ علماءِ عظام خصوصاً امامِ جلیل جلال سیوطی کے ایراد بلکہ مقصود اس مسئلۂ جلیلہ پر چند دلائل جمیلہ کا سُنانا اور بہ تصدق کفش برداریٔ علماء جو فیوض تازہ قلبِ فقیر پر فائض ہوئے، انتفاعِ برادرانِ دینی کے لئے اُن کا ضبطِ تحریر میں لانا کہ شاید مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ تمام جہاں سے اکرم و ارحم و ابرّ واوفٰی ہیں، محض اپنے کرم سے نظرِ قبول فرمائیں اور نہ کسی

www.alahazratnetwork.org

صلے میں بلکہ اپنے خاص فضل کے صدقے میں اِس عاجز بے چارہ ، بیکس ، بے یار کا ایمان حفظ فرما کر دارین میں عذاب وعقاب سے بچائیں ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

(کریموں پر بڑے بڑے کام دشوار نہیں ہوتے۔ت)

پھر یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات ، خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود ، ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی وامام اجل امام الحرمین وامام ابن السمعانی و امام کیاہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء و امہاتِ اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے کما لا یخفی علی من لہ اجالۃ نظر فی علمی الاصولین (جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جس کی اصولی علموں پر نظر ہے۔ت)

امام سیوطی سُبل النجاۃ میں فرماتے ہیں :

مال الٰی ان اللہ تعالٰی احیاھما حتی اٰمنا بہ طائفۃ من الائمۃ و حفاظ الحدیث[1]

ائمہ اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ بیشک اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے (ت)

کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفہ سے نقل کرتے ہیں ؛

ذھب جمع کثیر من الائمۃ الاعلام الٰی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ناجیان محکوم لھما بالنجاۃ فی الاٰخرۃ وھم اعلم الناس باقوال من خالفھم وقال بغیر ذٰلک و

(خلاصہ یہ کہ) یہ جمع کثیر اکابر ائمہ واجلہ حفاظِ حدیث ، جامعانِ انواعِ علوم و ناقدانِ روایات ومفہوم کا مذہب یہی ہے کہ ابوینِ کریمین ناجی ہیں اور آخرت میں ان کی نجات کا فیصلہ ہوچکا ہے ان اعاظمِ ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ سبل النجاۃ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۶۸

www.alahazratnetwork.org

لا یقصرون عنہم فی الدرجۃ ومن احفظ الناس للاحادیث والاٰثار و انقد الناس بالادلّۃ التی استدل بہا اولٰئک فانّھم جامعون لانواع العلوم ومتضلّعون من الفنون خصوصاً الاربعۃ التی استمد منہا فی ھٰذہ المسألۃ فلایظن بھم انھم لم یقفوا علی الاحادیث التی استدل بہا اولٰئک معاذ اللہ بل وقفوا علیہا و خاضوا غمرتہا واجابوا عنہا بالاَجْوِبَۃ المرضیۃ التی لایردھا منصف واقاموا لما ذھبوا الیہ ادلّۃ قاطعۃ کالجبال الرواسی[1] اھ مختصراً۔

مسئلے میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے، معاذ اللہ ایسا نہیں بلکہ وُہ ضرور اس پر واقف ہوئے اور تہ تک پہنچے اور اُن سے وہ پسندیدہ جواب دیے جنھیں کوئی انصاف والا رَدّ نہ کرے گا اور نجاتِ والدین شریفین پر دلائل قاطعہ قائم کیے جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔

بلکہ علامہ زرقانی شرحِ مواہب میں ائمہ قائلینِ نجات کے اقوال وکلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں:

ھذا ما وقفنا علیہ من نصوص علمائنا ولم نر لغیرھم ما یخالفہ الّا ما یشم من نفس ابن دِحیَۃ وقد تکفّل بردّہ القُرطبِیُّ۔[2]

یہ ہمارے علماء کے وُہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہُوا اور اُن کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بُوئے خلاف کے جو ابنِ دِحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رَد کردیا۔

تاہم بات وہی ہے جو امام سیوطی نے فرمائی:

ثم انی لم اَدّع ان المسألۃ اجماعیۃ بل ھی مسألۃ ذات خلاف

پھر میں نے یہ دعوٰی نہیں کیا کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے بلکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے (اور اس کا حکم

---

[1] کتاب الخمیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۲۳۰

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ باب وفاۃ اُمّہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۸۶

www.alahazratnetwork.org

فحکمہا کحکم سائر المسائل المختلف فیہا غیر انّی اخترت لہ اقوال القائلین بالنجاۃ لانّہ انسب بہذا المقام اھ[1]، و قال فی الدرج بعد ما درج فی الدرج الفریقان ائمۃ اکابر اجلاء[2]

بھی اختلافی مسائل جیسا ہوگا) مگر میں نے نجات کے قائلین کے اقوال کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہی اس مقام کے زیادہ لائق ہے اھ۔ اور درج المنیفہ میں اس بحث کو درج کرنے کے بعد کہا کہ دونوں فریق جلیل القدر اکابر ائمہ ہیں۔(ت)

اقول تحقیق یہ کہ طالبِ تحقیق مرہونِ دستِ دلیل ہے، ابتداءً ظواہر بعض آثار سے جو ظاہر بعض انظار ہوا ظاہر تھا کہ اُن سے جواباتِ شافیہ اور اس پر دلائل وافیہ قائم و مستقیم چارہ کار قبول و تسلیم بالاقل سکوت و تعظیم، اللہ الہادی الٰی صراط مستقیم۔

عائدہ زاہرہ امام ابونعیم دلائل النبوہ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماعہ اسماء بنت ابی رُہم وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی، محمد صلے اللہ تعالٰی کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف اُن کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نظر کی، پھر کہا، ؎

بارك فيك الله من غلام ۔۔۔ یا ابن الذی من حومۃ الحمام

نجا بعون الملك المنعام ۔۔۔ فودی غداۃ الضرب بالسهام

بمائۃ من ابل سوام ۔۔۔ ان صح ما ابصرت فی المنام

فانت مبعوث الی الانام ۔۔۔ من عند ذی الجلال والاکرام

تبعث فی الحل وفی الحرام ۔۔۔ تبعث فی التحقیق والاسلام

دین ابیك البرّ ابراهام ۔۔۔ فالله انهاك عن الاصنام

ان لا توالیها مع الاقوام[3]

"اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے۔ اے بیٹے ان کے جنھوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے، اگر وہ ٹھیک

[1] الدرج المنیفۃ فی الاباء الشریفۃ

[2] کتاب الخمیس بحوالہ الدرجۃ المنیفۃ القسم الثانی النوع الرابع مؤسسۃ شعبان ۱/ ۲۳۰

[3] المواہب اللدنیۃ بحوالہ دلائل النبوۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۲۹

www.alahazratnetwork.org

اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔"

حضرتِ خاتون آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اِس پاک وصیت میں جو فراقِ دُنیا کے وقت اپنے ابنِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو کی بحمد اللہ توحید و ردِّ شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اِس کے ساتھ دینِ اسلام ملّتِ پاک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی پورا اقرار، اور ایمانِ کامل کسے کہتے ہیں، پھر اِس سے بالاتر حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وُہ بھی بیانِ بعثتِ عامہ کے ساتھ، وللہ الحمد۔

اقول وکلمۃ اِن ان کانت للشك فهو غایۃ المنتھٰی اذ ذاك ولا تكلیف فوقه والا فقد عُلِمَ مجیئها ایضا للتحقیق لیكون كالدلیل علٰی ثبوت الجزاء و تحققه كقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنها رأیتكِ فی المنام ثلث لیال یجیئ بك الملك فی سرقة من حریر فقال لی هذه امرأتك فكشفت عن وجهك الثوب فاذا ھی انت فقلت ان یكن هذا من عند اللہ یمضه۔ رواه الشیخان[1] عنها رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

اقول (میں کہتا ہوں) کلمۂ اِنْ اگر شک کے لئے ہے تو وہ غایت منتہٰی ہے اور اس سے اوپر کوئی تکلیف نہیں، ورنہ اس کا تحقیق کیلئے آنا بھی معلوم ہے تاکہ یہ جزاء کے ثبوت و تحقق پر دلیل کی طرح ہوجائے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمانا کہ میں نے تجھے تین راتیں دیکھا فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) تجھے ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تُو تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے تو وُہ ضرور اس کو جاری فرمائے گا۔ اس کو شیخین نے ام المومنین سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اِس کے بعد فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۶۸
صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا " " " ۲/ ۲۸۵

www.alahazratnetwork.org

كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَّكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ وَّكُلُّ كَبِيْرٍ يَّفْنٰى وَاَنَا مَيِّتَةٌ وَّذِكْرِيْ بَاقٍ وَّقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَّوَلَدْتُّ طُهْرًا[1]	ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا ' اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن فنا ہونا ہے ۔ میں مرتی ہوں اور میرا ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا ، میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا ، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۔

یہ کہا اور انتقال فرمایا ، رضی اللہ تعالٰی عنہا وصلی اللہ تعالٰی علی ابنہا الکریم وذویہ وبارك وسلم (اللہ تعالٰی اُن سے راضی ہو اور درود وسلام اور برکت نازل فرمائے اُن کے کریم بیٹے اور اس کے پیروکاروں پر ۔ ت)

اور اُن کی یہ فراستِ ایمانی اور پیشین گوئی نورانی قابلِ غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکرِ خیر ہمیشہ باقی رہے گا ۔ عرب وعجم کی ہزاروں شاہزادیاں ، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا ، مگر اس طیبہ خاتون کے ذکرِ خیر سے مشارق ومغاربِ ارض میں محافلِ مجالسِ انس وقدس میں زمین وآسمان گونج رہے ہیں اور ابد الآباد تک گونجیں گے وللہ الحمد ۔

عبرتِ قاہرہ سید احمد مصری حواشیِ دُر میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیقِ اقوال ہو ۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا ۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے ۔ راہ میں ایک ترہ فروش ملے کہ اپنی دکان کے آگے باٹ ترازو لئے بیٹھے ہیں ، انھوں نے اُٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی بھاگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے : ؎

اٰمنت ان ابا النبی و اُمّہٗ	احیاھما الحق القدیر الباری
حتی لقد شھدا لہ برسالۃ	صدق فتلك کرامۃ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہٖ	فھو الضعیف عن الحقیقۃ عاری[2]

یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادرِ مطلق خالقِ عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر وفاۃ آمنہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۶۹
[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۲/۸۱

www.alahazratnetwork.org

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علمِ حقیقت سے خالی ہے۔"

یہ اشعار سُنا کر ان عالم سے فرمایا: اے شیخ! انھیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کر تجھے چراغ جلادے، ہاں جہاں جارہا ہے وہاں نہ جا کہ لقمۂ حرام کھانے میں نہ آئے۔

اُن کے اِس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہوکر رہ گئے، پھر انھیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دکانداروں سے پُوچھا، کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے، یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں۔ وہ عالم اِس ربّانی ہادی غیب کی ہدایت سُن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔[۱] انتہی۔

اے شخص! یہ عالم بہ برکتِ علم، نظرِ عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ہدایت فرمادی خوف کر کہ تُو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا باعثِ ایذا نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سچّی محبت سچّا ادب روزی فرمائے اور اسبابِ مقت (ناراضگی) وحجاب وبیزاری وعتاب سے بچائے آمین آمین آمین!

یا ارحم الراحمین ارحم فاقتنا	اے بہترین رحم فرمانے والے! ہمارے فاقہ
یا ارحم الراحمین ارحم ضُعفنا تبرأنا	اور ضُعف پر رحم فرما، ہم اپنی باطل طاقت
من حولنا الباطل و قوتنا	اور بیکار قوت سے برات کرتے ہیں اور تیری
العاطلة والتجأنا الی حولك	عظیم طاقت اور قدیم قوت کی پناہ چاہتے ہیں اور
العظیم و طولك القدیم و شھدنا	اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عزت وعظمت
بان لا حول ولا قوة الا باللّٰه	والے خدا کے سوا نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت
العلی العظیم و اٰخر دعوٰنا	ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی، اور ہماری گفتگو
ان الحمد للّٰه رب العٰلمین	کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالٰے
و صلی اللّٰه تعالٰی علٰی	کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔
سیدنا و مولٰنا محمد	اور اللہ تعالٰے درود نازل فرمائے ہمارے آقا

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۲/ ۸۱

www.alahazratnetwork.org

والہٖ وصحبہٖ و ذریتہٖ اجمعین امین !	ومولٰی محمد مصطفٰی پر، آپ کی تمام آل پر، آپ کے تمام صحابہ پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔ آمین (ت)

الحمدللہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظِ تاریخ "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرامؑ" نام ہوا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

ختم ہوا

ع: بضم الکاف بمعنی الکریم صفۃ الرسول او بکسرھا جمع الکرام نعت الاصول ۱۲